سلسلۂ مکاتیب حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ

انتخاب وترتیب: مولانا سید سلیمان یوسف بنوری

مولانا بدرِ عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ بنام حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ

مکرم ومحترم جناب مولانا دام مجدکم السامي

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

بندہ مع الخیر ہے، امید ہے کہ آپ مع اہل وعیال بعافیت ہوں گے۔ مولانا احتشام الحق صاحب سے جناب کی سفرِ حجاز سے بعافیت واپسی کا مژدہ معلوم ہوکر بہت مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ حج مبرور قبول فرمائے، اور زیارتِ دیارِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی برکات سے نوازے، آمین!

موصوف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے فوٹو پہنچ چکے ہیں اور امروز فردا میں پرمٹ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ پہنچ جائے گا۔ میں امسال جہاز کا ٹکٹ لے چکا تھا، لیکن ابتدائے مدرسہ کی مشکلات دیکھ کر سرِدست سفر کا ارادہ ملتوی کردینا پڑا: ’’وَلَا نَدْرِيْ أَشَرٌّ أُرِيْدَ بِمَنْ فِيْ الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا‘‘، تین گھنٹہ یومیہ تعلیمی ذمہ داری کے ساتھ نظامِ عمل کی پوری ذمہ داری سر پر رہی۔ ایک مطلق العنان کے لیے یہ سرتا پا قید بامشقت کسی موہوم اُمید میں چل رہی ہے۔ جناب کے اشتیاق وانتظار میں حدیث کے دو اسباق رُکے ہوئے ہیں، خیال تھا کہ شاید آپ صفر کے کسی حصے میں تشریف لے آئیں گے، اس لیے آپ کے اسباق کا شروع کرادینا سیاسۃً وافادۃً پسند نہ ہوا۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ تشریف آوری کے سامان جلد میسر فرمادے۔

کراچی اُتر کر آپ محسوس کریں گے کہ آپ کی ضرورت تمام پاکستان کو ہے اور غالبًا آپ کو بھی ضرورت پاکستان کی ہوگی۔ انگریز کا بویا ہوا تخم جلد تو فنا نہیں ہوسکتا، لیکن اگر مملوک زمین سے فاسد تخم‘ فنا نہیں کیا جاسکتا تو اس میں زمیندار کی بھی بڑی حد تک کوتاہی ہوگی۔ اعلاء کلمۃ اللہ اور اشاعتِ

دین کا فریضہ مشترک ہے، لیکن اس کی ذمہ داری سب سے پہلے جماعتِ علماء کے سر عائد ہوتی ہے۔ آپ مجھ سے خوب واقف ہیں، بندہ جماعتی زندگی کا اہل نہیں اور نہ گزشتہ زندگی میں اس کا عادی رہا، اب کہ نداء ’’الرحیل، الرحیل ‘‘ ہر وقت کانوں میں آرہی، بھلا اس کا ذائقہ کیا لے سکتا ہوں؟! تاہم اب محض مدرسہ کی خاطر وہ سب کچھ کرلیتا ہوں جس میں ایک ایک کے ترک کا عزم کرچکا تھا، آپ جیسے اہل حضرات آجائیں اور اپنی کسبی اور فطری استعداد سے مدرسہ کی تربیت فرمائیں تو یہ قومِ مسلم کی خوش نصیبی ہوگی۔ آخر میں حج کی مبارک باد دوبارہ پیش کرتا ہوں، اور اساتذہ کرام کی طرف سے بھی پیامِ تہنیت پیش کرکے رخصت ہوتا ہوں:

وفي النفس حاجاتٌ وفيک فطانة سکوتي بيان عندها وخطاب

والسلام

العبد الاحقر محمد بدرِ عالم عفی عنہ

مدرسہ دارالعلوم ٹنڈو الٰہیار، حیدرآباد، سندھ

۴ ربیع الاول ۷۰ھ

مولانا بدرِ عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ بنام حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ

مخلص ومکرم جناب مولانا محمد یوسف صاحب بنوری دام مجدکم السامي

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مکتوبِ گرامی مدتِ مدید اور انتظارِ شدید کے بعد موصول ہوا، آپ کی یہ تاخیر پہلے سے کچھ نہ کچھ عنوانِ جواب کی غمازی کررہی تھی، آخر وہ غیر متوقع جواب بصورتِ متوقع سامنے آہی گیا۔ مکرما! اگر آپ کے ساتھ میری یہ طویل مراسلت کسی اپنی غرض کی بنا پر تھی تو پھر آپ کو میری پسندیدگی یا ناپسندیدگی کے تأثر سے بے غم رہنا چاہیے، لیکن اگر کسی علمی ضرورت کی خاطر تھی تو پھر آپ کو اپنے جواب پر نظرِ ثانی کرنی ضروری ہے۔ مخدوما! وہ دَور نکل چکا جب کہ کسی مقام سے نقل وحرکت کے لیے محتمل نقصانات کا تصور یا مروت وخلافِ مروت طعنوں کا تخیل باعثِ تردُّد بن جاتا تھا۔ اب تو سوال یہ سامنے ہے کہ ان اعذار کی بنا پر اگر علم دفن ہوتا ہو تو کیا اس کو دفن ہونے دیا جائے؟ مسئلہ بالکل صاف ہے، ایک طرف وہ فضا ہے جہاں مشترکہ زبان اردو کو بھی سانس لینے کی اجازت نہیں، گاندھی جیسے لیڈر کو بھی اپنے جذبات کے خلاف ایک کلمہ نکالنے پر جینے کا حق نہیں، دوسری طرف وہ ماحول ہے جس کی تعمیر میں ہمارے خون کا ایک قطرہ بھی نہیں بہا، بلکہ ہمارے غیض وغضب کا آتش اس کے خاکِ سیاہ

کرنے میں ہمیشہ بھڑکتی رہی، اس کے ساتھ یہ بھی فراموش نہ کیجیے کہ ایک طرف وہ سرزمین ہے جہاں ایک نہیں متعدد اکابر علماء کا سایہ موجود ہے، صرف مدارس ہی نہیں بلکہ مراکزِ علمیہ بھی موجود ہیں۔ دوسری طرف اکابر میں صرف ایک ہستی (۱) تھی اور اب وہ بھی ہم کو داغِ مفارقت دے چکی ہے، مراکز تو درکنار مدارس بھی برائے بیت ہیں۔ اب سوچیے کہ علم صرف اپنی سرپرستی نہیں بلکہ اپنے نقطۂ نظر کی سرپرستی کے لیے بھی جائے تو کہاں جائے؟! اور اسی روشنی میں یہ بھی فیصلہ فرمائیے کہ آپ کے لیے وہ خطۂ زمین زیادہ مفید ہے جہاں مذہب کا نام لینا، علَمِ جنگ بلند کرنے کے مرادف ہو، یا وہ جس کی بنا ہی مذہب کے نام پر ہوئی ہو؟! مولانا! یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ ایک مسلمان جب تک کہ وہ دامنِ اسلام سے وابستہ ہے، اگر آپ کی حمایت نہیں کرے گا تو مخالفت بھی نہیں کرسکتا، خواہ وہ کتنا ہی آزاد منش کیوں نہ ہو، اور اگر بالفرض کرے بھی تو رائے عامہ کبھی اس کے ساتھ نہیں جاسکتی۔ یہ درست ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کے آئندہ وعدوں کے بھروسے پر زندگی گزار دیں، لیکن یہ تو بتائیے کہ وقت کی فرصت اور حالات کی مساعدت کیا موجودہ وقت کی طرح ہمیشہ ہمارا ساتھ دیتی رہے گی؟! بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ابنائے جنس ہمیشہ وقتی بخشائش سے فائدہ نہیں اُٹھاتے اور ہمیشہ بعد از وقت ہی بیدار ہوتے ہیں، پھر اس کے بعد بھی جب اس کے عواقب کا مشاہدہ کرلیتے ہیں تو اپنے ناخنِ تدبیر کی طرف نظر نہیں کرتے، بلکہ تقدیر کے سر لگا کر ''حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل'' کی تسبیح گھمانا، عقل و فراست، اور دین وتقویٰ کی آخری معراج تصور کرلیتے ہیں۔ محترما! اگر ہمارے سامنے صرف ایک معمولی درسگاہ کی تاسیس کا سوال ہوتا تو آپ کو تکلیف دینے کی حاجت نہ ہوتی، یہاں تو مرکز کے قیام کا سوال ہے، اگر اس میں مرکزی شخصیتیں جمع نہ ہوئیں تو پھر یہ صرف ایک بے حقیقت نام رہے گا۔ صاف بات کہنے میں مضائقہ نہیں، اگر یہ حقیر عہدِ شباب سے نکل کر دورِ پیری میں قدم نہ رکھ چکا تھا تو بفضلہٖ تعالیٰ کمر کس کر اس میدان کو تنہا جیتنے کی ہمت کرلیتا، لیکن اب جب کہ میری صحت خستہ ہے اور ہمت شکستہ، عضو عضو سے ''رَبِّ إِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ'' کی آواز آرہی ہے اور اپنی حیات کا پیمانہ لبریز نظر آرہا ہے، اتنے بڑے کام کے اُٹھانے کی جرأت کیسے کرسکتا ہوں؟! آپ بحمدہٖ تعالیٰ ابھی عنفوان شباب میں ہیں، حفظ جید ہے اور طبیعت وقاد، اگر ہمت کرجائیں تو مردہ علمی ماحول میں نَفَسِ عیسیٰ کا کام کرسکتے ہیں، اور آپ کی بھی وہ نمایاں خصوصیت ہے جو میرے مذاق میں آپ کی علمی خصوصیات سے کسی طرح کم نہیں،

حاشیہ: (۱)..... بظاہر شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں، جو تقسیمِ ہند و قیامِ پاکستان کے کچھ ہی عرصہ بعد دسمبر ۱۹۴۹ء میں سفرِ آخرت پر روانہ ہوگئے تھے۔

ہمیں مستعد علماء سے زیادہ وہ علماء درکار ہیں جن میں دوسروں کے مستعد بنانے کی صلاحیت بھی ہو۔ اور یہ یاد رہے کہ دارالعلوم قائم ہوگا اور ضرور ہوگا، مگر شاید وہ آپ کے زاویۂ نظر کے مطابق نہ ہو۔ اس وقت آپ وقت کے گزر جانے پر کفِ افسوس نہ ملیں اور نااہلوں کی قیادت کا شکوہ بھی نہ فرمائیں۔ اب وقت ہے، میدان میں کوئی حریف بھی نہیں ہے۔ آیئے! اپنے علمی ماحول کو جس قالب میں چاہے ڈھال لیجیے۔ جامعہ کا غم نہ کھایئے، اگر وہ پہلے اصحاب کی علیحدگی سے ختم نہیں ہوا تو اب بھی ختم نہیں ہوگا اور اگر مجھ سے پوچھیے تو جب وہاں آپ کے صحیح مخاطب ہی نہیں تو وہ آپ کی موجودگی میں بھی ختم ہے۔ شاہ صاحبؒ کی یادگار خود آپ ہیں، جہاں جائیں گے قائم ہوجائے گی۔ یہ فقرہ میرے کانوں میں بھی پھونکا گیا تھا، مگر میں نے تو اس کو برسات کے مچھر کی آواز سے زیادہ قیمتی نہیں سمجھا۔ جی ہاں! تو خلاصہ یہ ہے کہ اب آپ آ ہی جایئے، اور چوروں کی طرح نہیں، بلکہ احیائے علم کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کردینے والے بہادروں کی طرح: ''وَ مَنۡ یُّهَاجِرۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ یَجِدۡ فِی الۡاَرۡضِ مُرٰغَمًا کَثِیۡرًا وَّسَعَةً ''۔ یہاں والد ماجد کی خدمت کے ارمان بھی بسہولت نکل جائیں گے، حضرت شاہ صاحبؒ کے علوم کی اشاعت بھی زیادہ سے زیادہ ہوسکے گی۔ اور اگر دارالعلوم کے مؤسسِ اول بننے کی سعادت آپ کے نصیب میں آگئی تو رہتی دنیا تک یہ صدقہ جاریہ بھی رہے گا۔ اگر سفرِ حجاز مقدر ہوگیا تو جو باتیں وہاں ہوں گی وہ یہ نہیں، یہاں تو قصۂ زمین برز مین طے ہوجائے تو زیادہ انسب ہے۔ یہ عریضہ احقر نے جذبات کی رو میں نہیں لکھا، آپ بھی تأثرات کے تحت مطالعہ نہ فرمائیں۔ مشاہرہ ذرا مدرسہ شروع ہوجائے تو زیادہ سے زیادہ ہوگا، میں نے ابھی قصداً زیادہ پسند نہیں کیا، بہرحال علماء کے نام پر ایثار کا لفظ اچھا ہے: ''وَلَعَلَّ اللّٰهَ یُحۡدِثُ بَعۡدَ ذٰلِکَ اَمۡرًا''

پس نوشت: نصابِ تعلیمی کے سلسلہ میں جو یادداشت آپ نے مرتب کرنی شروع کی تھی، اگر وہ ارسال فرمادیں تو بہتر ہے۔ داخلہ کا فارم عربی میں چاہتا ہوں، اگر اس کا ایک نقشہ مع سرخیوں کے تجویز فرمادیں، جیسا جامعہ ازہر وغیرہ میں ہو تو یہاں اسی کے مطابق طبع کرالیا جائے۔ میرا خیال یہ ہے کہ جامعہ کا ماحول اسکولوں کی طرح بالکل عربی ہو، درخواستیں اور تعلیم بالا سب عربی میں، اس لیے (اس) خیال پر بنیاد رکھی جانے کی تمنا ہے، آپ کے بغیر یہ تمنا کیسے سرسبز ہوسکتی ہے؟!۔

والسلام مسک الختام

وانا العبد بدر عالم عفی اللہ عنہ

..... ❀ ..... ❀ ..... ❀ ....